بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

جلد ۳ | ۲۶ ر شہادت ۱۳۲۸ ھش | ۲۶ ر اپریل ۱۹۴۹ء | نمبر ۹۴

اخبارِ احمدیہ

لاہور ۲۵ ماہ شہادت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کی طبیعت پاؤں درد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

محترم نواب عبداللہ خان صاحب کی علالت

محترم نواب صاحب کی علالت کے متعلق میں گزشتہ دس پندرہ روز سے الفضل میں کوئی اعلان نہیں دے سکا۔ کیونکہ اس عرصہ میں میں جلسہ وغیرہ کے لئے لاہور سے باہر رہا۔ مجھے امید ہے۔ احباب نے ان دنوں میں محترم نواب صاحب کے لئے اسی محبت سے دعائیں جاری رکھی ہونگی۔ جیسا کہ وہ پہلے کرتے رہے ہیں۔

محترم نواب صاحب کی حالت اس وقت یہ ہے۔ دل اور خون کی حالت میں کوئی نمایاں فرق نہیں پڑا۔ عام حالت میں البتہ خدا تعالیٰ کے فضل سے فرق ہے۔ مگر رفتار ترقی کم ہے۔ بخار ابھی تک ہو رہا ہے۔ لہٰذا احباب جماعت اور صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص طور پر درخواست ہے کہ محترم نواب صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں اور اگر ہو سکے تو ۔۔۔

وزیراعظم پاکستان کی ایٹلی سلونائکی اور بیون سے ملاقاتیں

لندن ۲۵ ر اپریل:۔ آج لندن میں پاکستان کے وزیراعظم آنریبل ڈاکٹر لیاقت علی خان نے برطانوی وزیراعظم مسٹر ایٹلی سے پھر ملاقات کی۔ لندن میں دولت مشترکہ کے وزرائے اعظم کا جو اجلاس ہو رہا ہے۔ آج اس سلسلے میں سیاسی سرگرمیاں بڑے زور شور سے جاری رہیں۔ ڈاکٹر لیاقت علی خان نے لنکا کے وزیراعظم ڈاکٹر سلونائکی سے بھی ملاقات کی۔ اور برطانوی دفتر خارجہ میں مسٹر بیون سے بھی ملے۔ آسٹریلیا کے وزیراعظم نے مسٹر نوئل بیکر سے مزید بات چیت کی۔ اور مسٹر ایٹلی نے دفاع اور امور خارجہ کے ماہرین سے مشورے کئے۔

بی بی سی کے پارلیمانی نامہ نگار کا خیال ہے کہ کانفرنس کا آج کا اجلاس فیصلہ کن ثابت ہوگا۔ لیکن ممکن ہے کانفرنس کی آئندہ سرگرمیوں کا دارومدار آج کے اجلاس کے فیصلوں پر ہو۔

شاہی خاندان نے دعوت کی

لاہور ۲۵ ر اپریل:۔ کل شاہ انگلستان کی صاحبزادی شہزادی الزبتھ۔ شاہ برطانیہ کے داماد ڈیوک آف ایڈنبرگ نے وزیراعظم پاکستان کی دعوت کی۔ وزیراعظم پاکستان آنریبل مسٹر لیاقت علی خان نے اس تقریب پر ان کی خدمت میں چاندی ۔۔۔

یوروشلم ۲۵ ر اپریل:۔ عربوں اور یہودیوں کی ایک ملی جلی کانفرنس لوزان میں ہونی قرار پائی ہے۔ غالب قیاس یہ ہے۔ کہ سب سے زیادہ جھگڑا عرب مہاجرین کے مسئلے میں پیدا ہوگا۔ کیونکہ یہودی اور سب کچھ ماننے کیلئے تیار ہیں۔ سوائے اس کے کہ عرب پھر آ کر اپنے گھروں میں آباد ہو جائیں:۔

لاہور ۲۵ ر اپریل حکومت پاکستان نے مغربی پاکستان میں گندم کے نرخ مقرر کر دیئے ہیں۔ حکومت تمام وہ اناج جو منڈیوں میں آئے گا۔ اسے خریدنے کی کوشش کریگی۔ منڈیوں سے باہر گندم کی قیمتیں یہ ہونگی۔

مغربی پنجاب اور ریاست بہاولپور میں ۹ | ۸ صوبہ سرحد میں ۱۰ | ۱ اور سندھ۔ خیرپور ریاست اور بلوچستان میں ۹ | ۶ روپے من۔

بدھوں کو پاکستان کا تحفہ!

سیلون ۲۵ ر اپریل:۔ بدھ مت کے پیروؤں کی ایک خاص تقریب پر جس میں چین۔ جاپان۔ تبت۔ برما اور لنکا کے بدھوں نے شرکت کی۔ پاکستان کے تجارتی کمشنر مسٹر سلیم خان نے بدھوں کے ایک بزرگ کی تصویر بطور تحفہ پیش کرتے ہوئے کہا۔ یہ تحفہ اس محبت کا ثبوت ہے۔ جو پاکستان کے لوگوں کو لنکا کے عوام سے ہے۔

خاتون پاکستان کا پیغام

لاہور:۔ آج صبح قصر استقلال میں تقریر کرتے ہوئے خاتون پاکستان محترمہ فاطمہ جناح نے فرمایا۔ ابھی پاکستان میں ان پڑھ عورتیں موجود ہیں۔ لہٰذا ہم سب کو مل کر ان بہنوں کو تعلیمی ترقی کے عیادی مرکز پر لانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ نے قصر استقلال کے کام کو سراہا۔ اور ایسے اور مراکز کھولنے کی تائید کی:۔

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے گیلانی الیکٹرک پریس میں چھپوا کر ۱۔ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی:۔

اے کاش خداوند عالم مجھے اتنی زندگی عطا کرے کہ میں دوبارہ پاکستان آؤں اور اس حال میں مسیح پاک کی مقدس بستی کی زیارت سے مشرف یاب ہوں کہ قادیان پھر پہلے کی طرح سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرکز ہو۔ میرے خدا کا مجھ پر یہ خاص احسان ہے کہ اس نے مجھے اپنے آقا کی ملاقات سے شرفیاب فرما کر میری دیرینہ خواہش کو پورا کیا۔ اور پھر نئے مرکز ربوہ کے تاریخی جلسہ میں شرکت کی سعادت عطا کر کے صحابہ کرام اور دیگر بزرگان سلسلہ کی دعاؤں اور ارشادات سے فیض یاب فرمایا

احمدیہ اللہ آف ماریشس

ہزاروں میل دور سے آنیوالے مخلص نوجوان کے جذبات عقیدت

(الفضل کے سٹاف رپورٹر سے)

لاہور ۲۴ اپریل۔ آج شام محترم قاضی محمد اسلم صاحب ہیڈ آف دی فلاسفی ڈیپارٹمنٹ پنجاب یونیورسٹی نے احمدیہ اللہ صاحب آف ماریشس کے اعزاز میں عصرانہ دیا۔ جس میں بعض بزرگان سلسلہ نے بھی شرکت فرمائی۔ اس موقعہ پر ماریشس کے اس مخلص نوجوان سے نہایت بے تکلفی سے باتیں کرنے کا موقعہ ملا۔ کم گوئی اور سادگی چہرے سے عیاں تھی۔ دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والے جذبات کے اظہار کی نوبت اس وقت آئی۔ جب میرے متعدد سوالات نے بالآخر گویائی پر آمادہ کیا۔

ہزاروں میل کی طویل مسافت طے کر کے پاکستان پہنچنے کی غرض پر روشنی ڈالتے ہوئے احمدیہ اللہ نے فرمایا۔ میری دلی خواہش تھی کہ اپنی زندگی میں ایک بار اس مقدس وجود کی زیارت سے مشرف ہوں۔ کہ جس کے دم سے آج زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اور دور دراز کی قومیں اس سے برکت پا رہی ہیں۔

سو الحمد للہ۔ اس نے میری یہ دیرینہ خواہش پوری فرمائی۔ اور آج میں اس خواہش کے پورا ہونے سے اپنے دل میں ناقابل بیان مسرت محسوس کر رہا ہوں۔ دوسری خواہش یہ تھی کہ اپنے جلسہ سالانہ میں شرکت کی سعادت حاصل کر کے اس مبارک اجتماع کی برکات سے مستفید ہوں۔ سو خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ جلسہ سالانہ ہی میں نہیں بلکہ تاریخی جلسے میں شرکت کا موقعہ ملا۔ اور پھر تقریر کے ذریعہ تمام جماعت سے تعارف حاصل ہو گیا۔ قادیان کی زیارت ہی ایک ایسی خواہش ہے۔ کہ جو دل میں لیکر واپس جلدا ہوں۔ یہ محرومی میرے لئے ایک بہت بڑی محرومی ہے۔ اے کاش خدا مجھے اتنی زندگی عطا کرے۔ کہ میں ایک بار پھر پاکستان واپس آؤں۔ اور اس حال میں قادیان کی زیارت سے مشرف ہوں۔ کہ وہ پھر جماعت کا پہلے کی طرح مرکز ہو۔ اگر خدا میری یہ خواہش بھی پوری کر دے۔ تو میں سمجھونگا۔ کہ میں نے سب کچھ پا لیا۔ آگے جو کچھ مولیٰ کو منظور ہے وہی پورا ہو۔ اور اسکی رضا پر چلنے کی توفیق دے۔

ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے احمدیہ اللہ نے بتایا میں خدا تعالےٰ کے فضل سے پیدائشی احمدی ہوں۔ اور مجھے یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ مجھ سے اور میرے خاندان سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور ہم مرکز سے ہزاروں میل دور رہنے والوں پر بھی حضور کی اتنی نظر کرم ہے۔ کہ ہمارے نام تک حضور کے ذہن میں محفوظ ہیں۔ میرے یہ کہنے پر کہ اب احباب جماعت بھی آپ کو نہیں بھول سکتے۔ کیونکہ آپ کا نام ایک نیا نام ہے۔ اور پہلے کبھی سننے میں نہیں آیا۔ احمدیہ اللہ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ اور بہت شکر کا اظہار کرتے رہے۔

جب میں نے ماریشس میں جماعت کے افراد کی تعداد پوچھی تو انہوں نے اس رنگ میں جواب دیا۔ کہ مجھے خوشی بھی ہوئی۔ اور کسی قدر درد بھی محسوس کیا۔ انہوں نے کہا ماریشس میں احمدیوں کی نسبت اس نسبت سے بہت زیادہ ہے۔ جو جماعت لاہور کی شہر کی مجموعی آبادی کے مقابلہ میں یہاں ہے۔ جہاں تک ماریشس میں احمدیت پھیلنے کا سوال ہے۔ اس جواب سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ لیکن یہاں ہماری تعداد کی طرف اشارہ پا کر میرے دل سے دعا نکلی۔ کہ اے مولا احمدیت کا پیغام بیشک ساری دنیا کے لئے ہے۔ لیکن یہاں کے لوگ اولین مخاطب ہیں۔ تو ان کے دل بھی کھول تا یہ بھی جوق در جوق اس الٰہی سلسلے میں شامل ہو کر بیرونی دنیا کو راہ حق کی طرف بلائیں۔ اور اس طرح بہت جلد تمام دنیا میں احمدیت پھیل جائے آمین۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ احمدیہ اللہ جہاں روحانی طور پر یہاں سے بہت کچھ حاصل کر کے جا رہے ہیں۔ وہاں احباب جماعت کو کچھ سکھا بھی چلے ہیں۔ کیونکہ آپ کو فرانسیسی زبان پر کافی عبور حاصل ہے۔ اور آپ اپنے دوران قیام میں باقاعدہ کلاسس کی صورت میں فرانسیسی زبان کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔

احمدیہ اللہ قریباً تین ماہ کے قیام کے بعد ماریشس واپس تشریف لے جا رہے ہیں۔ وہ اس مسرت سے لبریز نظر آتے ہیں۔ کہ انہیں خدا نے پاکستان آ کر حضور سے ملاقات اور نئے مرکز ربوہ دیکھنے کا موقعہ عطا فرمایا۔ چنانچہ اس چیز کا بار بار ذکر کرتے تھے۔ اور اس وقت چہرے پر مسرت کی ایک لہر دوڑ رہی ہوتی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ جب وہ عرصہ قیام پر عالم خیال میں نگاہ دوڑاتے ہیں۔ تو انہیں یہ احساس ہوتا ہے۔ کہ وہ ماریشس کے احمدیوں کے لئے اپنے ساتھ بہت کچھ لئے جا رہے ہیں۔

فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ایک سکالر کی انگلستان کو روانگی

لاہور ۲۵ اپریل۔ اقبال احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی۔ سکالر فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اعلےٰ تعلیم کے حصول کے لئے کل صبح نو بجے کراچی میل سے انگلستان روانہ ہوئے۔ احباب جماعت نے اسٹیشن پر کثیر تعداد میں جمع ہو کر انہیں دلی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اور اظہار محبت کے طور پر بکثرت پھولوں کے ہار پہنائے۔ اسٹیشن پر آنے سے قبل اقبال احمد صاحب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ہدایات اور نصائح فرمانے کے بعد ایک لمبی دعا سے سرفراز فرمایا۔ بزرگان میں سے شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج۔ ڈاکٹر عبید الاحد صاحب ڈائرکٹر فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور غلام محمد صاحب اختر پرسنل آفیسر این۔ ڈبلیو۔ آر احمدیت کے اس مجاہد کو الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن پر تشریف لائے ہوئے تھے۔ (سٹاف رپورٹر)

بقیہ صفحہ ۳

اعلان کسی اور وقت کے لئے ہوتا تھا۔ اور جلسہ کسی اور وقت شروع ہوتا تھا نام کسی اور صاحب کا لیا جاتا تھا۔ اور بولتے تھے کوئی اور صاحب وقت الاٹ کیا جاتا تھا۔ کسی اور مقدار میں اور استعمال ہوتا تھا کسی اور مقدار میں۔ اسی طرح کچھ مقررین نے بھی منتظمین سے ہم آہنگی کا ثبوت دینے کی کوشش کی۔ موضوع کو چنیوٹ میں چھوڑ کر کتنی ہی بار زبان کا مسافر کرہ ارضی کی سیاحت کو نکل گیا۔ اور جب سفر ختم ہوتا تو اسکے سوا کچھ نتیجہ نہ نکلتا کہ "زمین گول ہے"

چنیوٹی جلسہ کی اس روئداد سے معاصر کو احراریوں کی ذہنیت کے غیر مبدل ہونے کا ثبوت مل جائے گا۔ غرض ہے کہ کیا معاصر چاہتا ہے۔ کہ احراری ان تمام فتنہ سامانیوں سمیت لیگ میں قبول کر لئے جائیں۔ اگر معاصر ایسا چاہتا ہے۔ تو اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ معاصر چاہتا ہے۔ کہ لیگ کے اندر ایسا آتشگیر مواد بافراط جمع ہو جائے۔ کہ ایک دفعہ دیا سلائی دکھا کر لیگ کا خرمن پھونک کر رکھ دیا جائے۔ اور یا پھر معاصر کو کسی طرح یہ معلوم ہے۔ کہ جونہی احراری لیگ میں شامل ہو جائیں گے۔ تو کسی جادو سے ان کی فوری قلب ماہیت ہو جائے گی۔ اور وہ امن پسند شہری اور مسلم لیگ کے بہترین ارکان بن جائینگے

آخر میں ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں۔ کہ معاصر نے جو پند و نصائح مسلم لیگ کو کی ہیں۔ وہ بجائے خود نہایت اعلےٰ اور معاصر کی نیک نیتی پر دال ہیں۔ لیکن معاصر کو سوچنا چاہیئے کہ جن لوگوں کی وہ وکالت فرما رہا ہے۔ ان کو کبھی کوئی اس کا احساس ہے کہ نہیں کہ مسلم لیگ میں شامل ہو کر ان کو اپنے آپ کو بدلنے کے لئے کن کن مصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ ہم دل سے چاہتے ہیں۔ کہ جس کام کا بیڑا معاصر نے اٹھایا ہے وہ تکمیل پا جائے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ معاصر کو اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔

روزنامہ الفضل
۲۶ اپریل ۱۹۵۰ء

مسلم لیگ اور احراری

"الفضل" کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے ایک معاصر کے پند و نصائح کے متعلق جو اس نے مسلم لیگیوں کو رواداری اختیار کرنے کے لئے کئے ہیں کچھ عرض کیا تھا۔ ہم نے بتایا تھا۔ کہ لائل پور میں لیگ کے ترقی پسند گروپ کے جلسہ کے موقع پر ایک احراری لیڈر کے تعلق میں جو واقعہ ہوا تھا۔ اس نے معاصر کو ان پند و نصائح کا موقعہ دیا۔

ہمیں ان پند و نصائح کی قدر و قیمت کا اعتراف ہے۔ اور معاصر نے اپنے مقالہ میں جو اصول بتائے ہیں۔ وہ فی ذاتہ نہایت اعلیٰ ہیں۔ خاصکر "معاف کر دو اور بھول جاؤ" کا اصول ایسا ہے۔ کہ اس پر عمل کئے بغیر دنیا میں کبھی صحیح امن قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر گذشتہ تلخ واقعات کو کینہ بنا کر دل میں پرورش کرنے کی عادت پڑ جائے۔ تو انسان کی زندگی واقعی دوبھر ہو جائے۔ ہمیں اعتراف ہے کہ معاصر کے اس اصول کے متعلق دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔

ہمیں معاصر سے جس بات میں اختلاف ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔ کہ آیا جن لوگوں کی وکالت میں اس نے اتنا کچھ فرمایا ہے۔ انہوں نے بھی اپنی ذہنیت تبدیل کی ہے یا نہیں۔ سوال ہے کہ کیا وہ اپنے گذشتہ طور و طریق کو چھوڑ چکے ہیں۔ واقعی کوئی انسان کسی کے دل کو چیر کر تو اس کا حال معلوم نہیں کر سکتا۔ لیکن جیسا کہ ہم نے اپنے گذشتہ مضمون میں عرض کیا تھا۔ جہاں تک آثار سے معلوم ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے قطعاً اپنی حالت کو نہیں بدلا۔ اور وہ اسی ڈگر پر چلے جاتے ہیں۔ جس پر وہ تقسیم سے پہلے چلے جا رہے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ احرار پن ان سے ایسا چمٹ گیا ہوا ہے۔ کہ سالہا سال کی محنت سے ہی شاید ان سے الگ ہو سکے تو ہو سکے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں ہم معاصر کی خدمت میں احراری اخبار "آزاد" کے ذہین اور سریع الذکار مدیر کا وہ شہ کار مقالہ افتتاحیہ پیش کرتے ہیں۔ جو انہوں نے "آزاد" کی اشاعت ۲۵ اپریل ۱۹۵۰ء میں شائع فرمایا ہے۔ معاصر اس مقالہ کا مطالعہ فرما کر فرمائیے۔ کہ ایسی تحریرات لکھنے والے اور پھر اس کو جلی حروف میں افتتاحی کالموں کی زیب و زینت بنانے والے کسی شریفانہ ماحول میں آرام سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ یا دوسروں کو بسر کرنے دے سکتے ہیں۔ معاصر ذرا اس طرف بھی توجہ فرمائے کہ یہ صاحب مقالہ صاحب خیر سے ایم۔ اے بھی ہیں۔ اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ چونکہ ایم۔ اے کی ڈگری انہوں نے اس وقت حاصل کی تھی۔ جب یہاں انگریزوں کا راج تھا۔ اس لئے اس کا آپ پر اثر نہیں ہوا۔ اور وہ احراری پن سے دب کر رہ گئی ہے۔ لیکن اس سے اس حقیقت میں تو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہیئے۔ کہ اگر وہ آئندہ واقعی کسی شریفانہ ماحول میں قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کو احراری پن کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا پڑیگا۔

جو پند و نصائح معاصر نے مسلم لیگ کو فرمائے ہیں۔ وہ واقعی قابل تعریف ہیں۔ اور ہم اس کی بدل تائید کرتے ہیں۔ لیکن اتنا مزید عرض کریں گے۔ اور ہماری یہ درخواست غیر موقع نہیں سمجھی جائے گی۔ کہ وہ فریق ثانی کو بھی کچھ پند و نصائح فرمائے تا کہ وہ بھی اپنے آپ کا جائزہ لیں۔ اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ کہ مسلم لیگ کے ترقی پسند گروپ نے بھی ان کے معتبر ترین لیڈر کو کیوں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر "وحشی" جیسے قاتل حمزہ رضؓ کا اسلام قبول فرما لیتے ہیں۔ تو صرف اسی لئے کہ وہ اپنے گذشتہ طور و طریق چھوڑ کر آتا ہے اگر وہ مسلمانوں کو اس طرح قتل کرتا پھرتا جس طرح اس نے حضرت حمزہ رضؓ کو کیا تھا۔ تو زبان سے خواہ وہ لاکھ بار لا الہ الا اللہ کا نعرہ لگاتا۔ اس کے اسلام کو کس طرح قبول کیا جا سکتا تھا۔ اور کون اس کو مسلمان سمجھنے کو تیار تھا۔

اگر یہ درست ہے۔ کہ احراری مسلم لیگ میں آکر کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو پہلا سوال یہ ہے۔ کہ کیا وہ مسلم لیگ کے اصولوں کو قبول کرتے ہیں۔ کیا وہ احراری پن کو چھوڑ کر آ رہے ہیں۔ مسلم لیگ تمام مسلمان کہلانے والوں کی مشترکہ عوامی جماعت ہے اس کے اندر کسی کو اجازت نہیں ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے اعتقادی اختلافات کو بہانہ بنا کر فتنہ انگیزی کرے۔ بلکہ ہر ایک لیگ کے ممبر کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے اختلافات کو نظر انداز کر کے ہر مسلمان کہلانے والے کو ایک محاذ پر جمع ہو کر کام کرنے کا موقع دے۔ کیا احراری یہ پابندی اپنے آپ پر لینے کے لئے تیار ہیں۔ معاصر "آزاد" کے اس مقالہ افتتاحیہ کو پڑھ کر جس کا ہم نے اوپر حوالہ دیا ہے۔ اس کا جواب دے۔

ہم یہاں ایک اور تلخ حقیقت کی طرف معاصر کو توجہ دلاتے ہیں۔ جسے گو ہمارا دل نہیں چاہتا۔ کہ پیش کریں۔ لیکن اس وقت مجبوراً کر رہے ہیں۔ ہمارا خدا شاہد ہے۔ کہ ہمیں مودودی صاحب کی مصیبت پر ان سے بے حد ہمدردی ہے۔ اگرچہ ہم نہ ان کی عالمانہ حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور نہ ان کی بعض باتوں کو مسلمانوں کے لئے مفید سمجھتے ہیں۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں۔ کہ مودودی صاحب اپنے آپ پر یہ مصیبت خود لائے ہیں۔ اگر وہ اپنی مساعی کو اپنی جماعت تک ہی محدود رکھتے۔ اور دوسروں سے خاصکر احراریوں سے اپنا دامن بچائے رکھتے۔ تو وہ ان ہتکنڈوں سے ضرور بچ کر نکل جاتے۔ جنہوں نے انہیں مصیبت کے کنارے پر کھڑا کر دیا۔ کسی حکومت سے اسلامی شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کرنا درآنحالیکہ عوام کی مجلسی حالت اس کے موافق نہ ہو۔ ہماری دانست میں مودودی صاحب کی اجتہادی غلطی تھی۔ لیکن اس بارے میں جو چیز ان کے لئے باعث مصیبت ہوئی ہے۔ وہ یہ نہیں ہے۔ کہ انہوں نے اپنی جماعت کی طرف سے یہ مطالبہ کیا۔ بلکہ اس مصیبت کا باعث ان کی وہ روش ہوئی ہے۔ جو انہوں نے اس خالص اسلامی مطالبہ کے حصول کے لئے لادینی جمہوری طریقے استعمال کرنے میں اختیار کی۔ انہوں نے ہر اس شخص کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ یا خود اس کے ساتھ مل گئے۔ جس نے خواہ کسی نیت سے نفاذ شریعت کے مطالبہ میں ان کی ہم آوازی کرنا مصلحت خیال کیا۔ اس غلطی کو تعاون علی البر کہہ کر نہیں نظر انداز کیا جا سکتا۔ مودودی صاحب کو چاہیئے تھا۔ کہ وہ اپنی فراست سے کام لے کر کھوٹے اور کھرے میں پہچان کرنے کی کوشش کرتے۔ کم سے کم ان کو یہ تو دیکھنا چاہیئے تھا۔ کہ جو لوگ ان کی آواز کے ساتھ آواز ملا رہے ہیں۔ ان کی طرح خود شریعت کے پابند ہیں بھی یا نہیں۔ یا کم سے کم انہوں نے اپنی اس عرصہ میں کوئی اصلاح کی ہے یا نہیں۔ [illegible] انہوں نے تو صرف یہی دیکھا۔ کہ ان کی طاقت بڑھ رہی ہے۔ اور اپنے ان نعرہ زن ساتھیوں کی معیت میں وہ زیادہ سے زیادہ اثر حکومت پر ڈال سکتے ہیں۔

بے شک وہ دوسروں کا دل پھاڑ کر نہیں دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ پر انسان دیکھ کر ہی ایمان نہیں لاتا۔ بلکہ اس کے کاموں سے بھی اس کو پہچان سکتا ہے۔ افسوس ہے۔ کہ مودودی صاحب نے اس اصول کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ اور اپنی تحریک کو اور اپنی حالت کو مخدوش کر دیا۔ اور وہ تکلیف اٹھائی۔ جو وہ اٹھا رہے ہیں۔

صحبت طالع ترا طالع کند

معاصر کو شاید یہ بات بری معلوم ہو۔ مگر جیسا کہ ہم شروع میں عرض کر چکے ہیں۔ جب تک احراریوں سے احراری پن کے رفع ہو جانے کا مودودی صاحب کو یقین نہ ہو جاتا۔ ان کو احراریوں کے ساتھ اشتراک منظور نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ افسوس ہے۔ کہ معاصر بھی اب مسلم لیگ کو وہی غلط روش اختیار کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ جو مودودی صاحب نے کی۔ حالانکہ احراریوں کا احراری پن ابھی تک پورے شباب پر ہے۔

ہم معاصر سے ایک سیدھا سا سوال (خود غرضانہ ہی سہی) پوچھتے ہیں۔ کیا معاصر کو یقین ہے۔ کہ احراری مسلم لیگ میں شامل ہو کر وہ فتنہ انگیزی چھوڑ دیں گے جو جماعت احمدیہ کے متعلق وہ ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو انہوں نے ابھی تک نہیں چھوڑی۔ جس کا ثبوت محولہ بالا مقالہ سے بھی ملتا ہے۔ اور جس کے مزید ثبوت کے لئے ہم یہاں چنیوٹ کے ایک جلسہ کی روئداد ایک "اسلامی جماعت" کے رکن کی زبانی روزنامہ "تسنیم" سے یہاں نقل کرتے ہیں۔ یہ اسلامی جماعت کے رکن شاید نعیم صدیقی صاحب ہیں۔ جن کا نام اس اشتہار میں بھی شائع ہوا تھا۔ جو اس جلسہ کے اعلان کے لئے شائع کیا گیا تھا۔ یقیناً آپ وہاں اس جلسہ میں شمولیت کے لئے گئے تھے۔ جیسا کہ ان کے طرز بیان سے شروع روئداد سے بھی کھلتا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گا۔ کہ اسلامی جماعت احراریوں سے کس قدر شیر و شکر ہے۔ معاصر کو معلوم ہو گا۔ کہ چنیوٹ میں یہ جلسہ "ربوہ" کے احمدیہ سالانہ جلسہ کے مقابلہ میں احراریوں کی انگیخت پر محض فتنہ طرازی کے لئے کیا گیا تھا۔ اس سے کوئی نیکی کا کام منصور نہیں تھا۔

"میں اور میرے رفیق دونوں ایک بس کے اڈے پر پہنچے۔ ٹکٹ گھر کی کھڑکی کا رخ کیا۔ اور چنیوٹ کے دو ٹکٹ طلب کئے۔ دفتر کے اندر بیٹھے ہوئے ایک بھائی نے ٹکٹ منشی سے ایک سیٹ مخصوص کر رکھنے کی فرمائش کر دی۔ ٹکٹ منشی نے کہا۔ صرف ایک ٹکٹ دے سکتا ہوں۔ ہم دونوں ساتھی ایک دوسرے کے لئے ایثار کا مظاہرہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

آپ چلے جایئے میں بعد میں آ جاؤں گا۔ نہیں اس بس سے آپ جائیں۔ میں دوسری بس سے روانہ ہو لوں گا۔ تو پھر دونوں ہی رہ جاتے ہیں۔ شام کو اکٹھے ہی چلینگے۔ "اچھی بات ہے۔" ابھی ہم چلے نہیں تھے کہ اندر سے سوال ہوا۔ "آپ کو جانا کہاں ہے۔" "ایک جلسے میں"۔ کیا ربوہ کے جلسہ میں؟ "جی نہیں چنیوٹ کے جلسے میں" اب جو یہ کھلا کہ ہم "وہ" نہیں۔ بلکہ کچھ اور ہیں۔ تو اندر بیٹھے ہوئے بھائی کے دل کے دریچے ایک دم کھل گئے۔ موصوف نے منشی سے دونوں ٹکٹیں جاری کرنے کے لئے کہا۔ اور اپنی سیٹ مزید برآں دکھائی۔ ......

"چنیوٹ کا جلسہ۔ یہاں ایک جلسہ ہو رہا تھا۔ جلسہ کے داعی مسلم لیگ کے کارکن تھے۔ مقررین بیشتر احراری تھے۔ سامعین نہ ادھر کے تھے نہ ادھر کے۔ اس لحاظ سے جلسہ عجیب و غریب تھا۔ اور اسی عجیب و غریب جلسے میں ہمیں بھی دعوت اسلامی کو پیش کرنا تھا۔

پھر یہ سن کر تعجب ہوا۔ کہ صرف ایک جلسے کے لئے درجن ڈیڑھ درجن مقررین کو بلایا گیا تھا۔ جن میں سے ہر ایک گھنٹہ دو گھنٹے بولنے کے لئے آیا تھا۔

بہر حال جلسہ کامیاب رہا کیونکہ سننے والے بھی بہت تھے۔ اور سنانے والے بھی بہت تھے۔ بہت کچھ کہا گیا اور بہت کچھ سنا گیا۔ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ کچھ سمجھا بھی گیا یا نہیں۔ اور کچھ قبول بھی کیا گیا یا نہیں۔

جلسہ کو نظم سے بچانے کی امکانی جدوجہد کی کوشش کی گئی تھی

(بقیہ دیکھو صہ ۲ پر)

اسلام میں حکومت کا تصوّر

(تقریر مکرم قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور بر موقعہ جلسہ سالانہ ربوہ)

(۱)

آجکل اسلام کے حکومتی نظام یا اسلام میں حکومت کا جو تصور ہے اس سوال پر بہت بحث ہو رہی ہے اور یہ سوال پاکستان کی وجہ سے بہت اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت پاکستان ہی مسلمانوں کی سب سے بڑی آزاد سلطنت ہے۔ پاکستان کا وجود ایک مذہبی جذبے کا نتیجہ ہے اور یہ بھی زمانے کی علامتوں میں سے ایک زبردست علامت ہے کہ دنیا مذہب سے دور جا رہی تھی لیکن ہندوستان کی تقسیم نے بتا دیا کہ مذہب ایک اہم چیز ہے۔ مسلمانوں میں پھر ہندوستان کی مذہبی تقسیم تو ایک واقعہ ہے باقی دنیا میں بھی آہستہ آہستہ ایک مذہبی تقسیم نمایاں ہو رہی ہے۔ کم از کم قضیہ فلسطین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان دنیا ایک طرف اور باقی دنیا ایک طرف جمع ہو رہی ہے۔ اگرچہ مذہبی حس ایسی نہ سہی لیکن پاکستان بن جانے سے ان کے سامنے بار بار یہ سوال آ رہا ہے کہ پاکستان مسلمانوں نے آخر اپنی مذہبی روایات کی حفاظت کے لئے بنوایا تھا اس لئے ان کے لئے ضروری ہے کہ اب اختیار اور آزادی کے زمانے میں وہ معلوم کریں کہ اسلام ان سے کیا چاہتا ہے۔

اسلام صرف بعض عقائد یا بعض عبادات کا مجموعہ ہی نہیں جیسا کہ اور مذاہب ہیں۔ اسلام ایک مکمل ہدایت نامہ ہے جس میں انسانی زندگی کے سب پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور جس میں اس دنیا کے متعلق بھی اور آخرت کے متعلق بھی تعلیم دی گئی ہے۔ انسان کے اعمال تو اسی زندگی میں شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کے نتائج بھی اسی زندگی میں نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں گو ان کی حقیقت اور کنہ اگلے جہان میں جا کر ظاہر ہوتی ہے لیکن چونکہ انسانی اعمال اسی زندگی میں شروع ہو جاتے ہیں اس لئے ضروری تھا کہ اسلام میں اس زندگی کے متعلق ایک مکمل تعلیم دی جاتی اور یہ زندگی بھی چونکہ دو پہلو رکھتی ہے ایک انفرادی اور ایک اجتماعی۔ اس لئے ضروری تھا کہ اسلام میں انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں کے متعلق تعلیم دی جاتی۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ مذہب کو اقتصادیات سیاسیات اور تمدن وغیرہ کے متعلق تعلیم دینے کی کیا ضرورت ہے اور کیوں نہ ہم اپنے علم اور تجربہ کو اپنے سیاسی۔ اقتصادی اور تمدنی معاملات کو حل کرنے کے لئے کافی سمجھیں؟ اس سوال کا جواب صرف اسلام نے دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جبکہ ہر انسان ہر لحظہ دوسرے سے مل کر رہنے پر مجبور ہے تو ضروری ہے کہ اس اجتماعی زندگی کے نیک و بد سے بھی واقف ہو۔ دوسروں کے حقوق پہچانے اور اپنا مقام بھی پہچانے اور انسانی زندگی کے منتہے اور مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے جس کے لئے انسان کو خدا نے پیدا کیا وہ اپنے تمدن کو بھی استوار کرے۔ اپنی سیاست کو بے لاگ بنائے اور اپنے اقتصاد کو پاک کرے۔ اور یہ ناممکن تھا کہ انسان ان اصولوں کو خود بخود معلوم کر سکتا۔ انسان بغیر خدائی ہدایت کے اپنی زندگی کے مقصد کو پہچان نہ سکتا تھا اور نہ انفرادی زندگی کی ضروریات کو سمجھ سکتا تھا۔ نہ اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو۔ اور انفرادی اور اجتماعی زندگی میں تمیز کرنا تو محض جہالت ہے کیونکہ دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور یہ جو اکثر لوگ مثلاً عیسائی اور ہندو کہتے ہیں کہ انفرادی زندگی کے لئے ہدایات دینا مذہب کا کام ہے لیکن اجتماعی زندگی کی فکر ہمیں خود کرنی چاہئیے ایک بڑی خطرناک غلطی ہے۔ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ ان مذاہب چونکہ ایک نامکمل صورت میں ... نے تمدن کی حقیقت اور اہمیت کو ... ہے۔ صرف اسلام نے اس کو سمجھا اور سمجھایا ہے اور مذاہب اپنی کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ کہہ رہے ہیں کہ گویا اجتماعی زندگی کے متعلق تعلیم دینا مذہب کا کام ہی نہیں۔ دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ اس طرح انسانی دماغ خود ترقی نہیں کر سکتا۔ اگر انسانی دماغ کی ترقی اسی بات پر موقوف ہے کہ اسے خدا ہدایت نہ دے اور ہر نیک و بد کی پہچان انسان خود کرے تو پھر انفرادی زندگی کے متعلق بھی مذہب میں تعلیم نہ ہونی چاہئیے تھی اصل بات یہ ہے کہ اصولی تعلیم دینا مذہب کا کام ہے۔ اگر انسان کا پیدا کرنے والا خدا ہے تو پھر انسان کو ہدایت دینا بھی خدا کا کام ہے۔ خدا تعالیٰ نے خود چاہا ہے کہ انسان ترقی کرے لیکن وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ انسان سوچتا سوچتا تباہ ہو جائے۔ اس لئے ان دونوں مقاصد کو پورا کرنے کے لئے یعنی انسان کے لئے ترقی کے راستے کھولنے کے لئے اور اسے تباہی سے بچانے کے لئے خدا تعالیٰ نے اصولی تعلیم دیکر انسان کو آزاد چھوڑ دیا۔ اور صرف اتنی تفصیل بتائی ہے جتنی کہ انسان کو تباہی سے بچانے کیلئے ضروری ہے۔

اسلام میں حکومت کے مضمون پر جب ہم غور کرتے ہیں تو اس بارے میں ہمیں یہی بات نظر آتی ہے کہ اسلام ایک مذہب ہے کوئی اخلاقی یا سیاسی فلسفہ نہیں۔ ہاں ایک کامل مذہب ہونے کی حیثیت سے اسلام کے لئے ضروری تھا کہ وہ انسانی سیاسیات کو بھی ایسے طریق سے بیان کرتا کہ جس سے وہ غرض روشن ہو جس کیلئے خدا نے انسان کو پیدا کیا۔

یہ غرض کیا ہے؟ یہی کہ انسان خدا کا سچا عبد بنے اور عبد بننے کے یہ معنی ہیں کہ انسان اپنے حالات کے ماتحت اپنی حدود کے اندر رہتے ہوئے اور اپنے طبعی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اپنے اندر خدا تعالیٰ کی صفات کو نقل کرے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ بھیجا اور ہر نبی کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم کیا نبوت سے دنیا کو خدا کا نور اور خدا کی تعلیم کا ایک عملی نمونہ نظر آ جاتا ہے اور خلافت کے ذریعے اس نور کو دنیا میں پھیلانے کے سامان کئے جاتے ہیں۔ خلافت کا نظام گویا انسانی زندگی اور اس زندگی کے منتہیٰ کے حصول کے لئے ایک خدائی نظام ہے گویا جس مقصد کے لئے خدا تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اس کی عملی تکمیل اسی نظام خلافت کے ذریعے ہوتی ہے خلیفہ بظاہر مومنوں اور صالحین کی اتفاق رائے سے منتخب ہوتا ہے۔ لیکن منتخب ہو جانے کے بعد خدا تعالیٰ اس انتخاب کو اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے۔ گویا خلیفہ ایک طرف انسانوں کا نمائندہ ہوتا ہے دوسری طرف وہ خدا تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے چونکہ انسانی پیدائش کی غرض اللہ تعالیٰ کا عبد بننا ہے۔ اس لئے ضروری تھا کہ خدا اور انسان کا رشتہ جوڑنے کے لئے ایک عمل سامان اور ایک عملی نقشہ اور ایک عملی نظام اور ایک عملی نمونہ بھی ہوتا۔ سو یہ سامان یہ نقشہ یہ نظام اور یہ نمونہ خلافت میں نظر آتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ نہ نبوت روز روز ظاہر ہوتی ہے نہ خلافت۔ لیکن جب کبھی بھی مادی دور دورہ ہو جائے اور انسان اپنے راستے سے بھٹک جائے اور خطرہ ہو کہ اب شاید انسان بالکل تباہ ہو جائے گا تو اس وقت خدا تعالیٰ پھر ہدایت کے سامان کر دیتا ہے۔ ایسا ہوتا رہا یہانتک کہ قرآن شریف کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے اپنی ہدایت کو مکمل کر دیا۔ لیکن ضروری نہ تھا کہ قرآن شریف کے ماننے والے ہمیشہ اپنے عہد کو یاد رکھتے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے یہ سامان بھی کیا کہ امت محمدیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کامل متبعین کے لئے نبوت کا مقام پانے کا راستہ کھلا رکھا تا وہ روحانی نظام جس سے انسانی زندگی کا مقصد پورا ہوتا ہے۔ اس کا نقشہ ایک قصہ ماضی بن کر نہ رہ جائے بلکہ اس کی عملی تصویر امت کے سامنے اور باقی دنیا کے سامنے موجود رہے۔

آجکل جب مسلمانوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ حکومت کا بہترین تصور ہمیں اسلام میں ملتا ہے تو غیر تو غیر خود مسلمان کہلانے والے بھی یہ پوچھتے ہیں کہ کیا یہ تصور حقیقۃً کبھی دنیا میں نظر بھی آیا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ ہر نبی کے زمانے میں یہ تصور ایک حقیقی صورت اختیار کر لیتا ہے اور اس کی کامل ترین صورت ہمیں اسلامی خلافت راشدہ میں نظر آتی ہے۔ اسلام فلسفہ نہیں سیاسیات نہیں۔ اسلام ایک مذہب اور مکمل مذہب ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا اس دنیا کی زندگی کو استوار کرنے کے لئے اسلام کے لئے ضروری تھا کہ وہ مدنی زندگی کے متعلق تعلیم دیتا۔ دنیا میں اور بھی سیاسی فلسفے ہیں بلکہ جب سے انسان میں فکر کی طاقت پیدا ہوئی ہے۔ انسان نے اپنی مدنی اور اجتماعی زندگی کے متعلق بہت کچھ سوچا اور سمجھا اور لکھا ہے۔ لیکن اسلامی تعلیم سیاست و حکومت اور دوسری سیاسی تعلیموں اور فلسفوں میں ایک بھاری فرق ہے اور وہ یہ کہ دوسری تعلیمیں قریباً ساری کی ساری نظری اور خیالی ہیں۔ ان کے موجدوں کو اول تو موقعہ ہی نہیں ملا کہ وہ اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنا سکیں اور اگر ایسا موقعہ ملا بھی ہے تو ناکام ہوئے ہیں۔ یا اپنے ہی خیالات کی خلاف ورزی کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ اور اس طرح تعلیم اور تعامل کا اجتماع ہمیں اسلام کے سوا کہیں نظر نہیں آتا۔

افلاطون نے فلسفہ سیاست پر ایک موٹی بھاری کتاب لکھی ہے۔ اس کو اس فلسفے پر عمل کرنے کا موقعہ بھی ملا لیکن بری طرح ناکام ہوا۔ موجودہ زمانے میں مارکس کے ماننے والوں کو موقعہ ملا کہ وہ اپنے خیالات کی ایک عملی تصویر قائم کریں۔ لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہوئے۔ ان کو اپنے کئی اصول چھوڑنے پڑے اور جتنی کامیابی ان کو جو اعتماد حاصل ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ وہ نہ اپنے ملک کے اندر آزادی کسی کو نے دیتے ہیں۔ نہ اپنے ملک سے باہر کسی کو آزادی سے جانے دیتے ہیں۔ کئی کمیونسٹ جو عمر بھر کمیونسٹ اصولوں کا دم بھرتے رہے۔ جب انہوں نے حالات خود جا کر دیکھے تو ان پر حقیقت کھل گئی۔ اور انہوں نے دیکھ لیا کہ کمیونسٹ . . . .

اصول ناقابل عمل ہیں یا کمیونسٹ لیڈر ان پر دیانت داری سے عمل نہیں کرتے۔ زیادہ سے زیادہ ایسی تعلیموں کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ سیاست کے متعلق انسانی تجربے میں کچھ اضافہ کرتے ہیں۔ گویا تجربے کے بعد تجربہ کیا گیا مگر ہر تجربہ ناکام ثابت ہوا۔ اور بنی نوع انسان اس کے بعد بھی اک مکمل تعلیم کی راہ تکتی رہی۔ اسلام کے متعلق دشمن بھی یہ نہیں کہتا کہ اس کی تعلیم پر اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یا آپ کے خلفاء نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اور غالباً یہ بھی کوئی دشمن نہیں کہتا کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوا۔ زیادہ سے زیادہ دشمن اور دشمن کے رنگ سے مسلمان کہلانے والے اس وسوسے میں مبتلا نظر آتے ہیں کہ پہلے تو جو کچھ ہو گیا ہو گیا اب کب ہو گا؟ سو اسلامی تعلیم اور اسلامی نظام جو اسلامی خلافت کی شکل میں اوائل میں نظر آیا کیا وہ بھی اب ایک قصہ ماضی بن کر نہیں رہ گیا؟ (باقی)

ربوہ میں جماعت احمدیہ کے اخلاص کا شاندار نظارہ

(مکرم خواجہ غلام نبی صاحب از گھاریاں)

یوں تو ہر قوم جو دنیا میں ترقی کرنے اکناف عالم میں پھیل جانے اور مخالف طاقتوں پر غلبہ پانے کے لئے کھڑی ہوتی ہے۔ غیر معمولی قربانیوں۔ جانثاریوں اور فداکاریوں کے بعد ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ جماعت جس کا دعوٰے ہو کہ خدا تعالےٰ نے اسے اپنے موعود مامور کے ذریعہ دنیا میں مذہبی اور دنیوی انقلاب پیدا کرنے کے لئے مبعوث کیا۔ اس کے لئے . . . . ہر رنگ میں اپنے اندر غیر معمولی انقلاب پیدا کرنا لازمی ہوتا ہے۔ غیر معمولی مشکلات کو عبور کرنا اور نہایت کٹھن اور دشوار گذار راستوں کو طے کرنا لابدی ہوتا ہے ایسی جماعتوں کے لئے یہی سنت الٰہی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعے خدا تعالےٰ نے جب نور اسلام ظلمت کدہ عالم میں نازل کیا۔ تو اس نور سے منور ہونے کا اشتیاق رکھنے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:-

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔

کیا وہ لوگ جو ہمارے نبی کی جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ وہ صرف یہ کہہ دینے سے کہ ہم خدا کے اس محبوب پر ایمان لے آئے اور اس کی غلامی میں داخل ہو گئے۔ کٹھالی میں ڈالے اور خوب اچھی طرح پرکھے بغیر چھوڑ دیئے جائیں گے؟ وہ سن لیں۔

ولقد فتنا الذین من قبلھم

ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو جو اپنے زمانہ کے نبیوں پر ایمان لائے خوب ہی اچھی طرح پرکھا اور کٹھن امتحانوں میں ڈال کر آزمایا اسلئے کہ فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین۔ خود ان پر واضح کر دیں کہ ان میں سے اپنے دعوٰے میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا

موجودہ زمانہ میں جب خدا تعالےٰ نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے فخر موجودات سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کا کام آپکے سپرد کیا تو پروانوں کی طرح ایک مختصر سی جماعت آپ کے گرد جمع ہو گئی اور ہوتی گئی۔ ان پروانوں نے آپ کے رخ روشن پر اپنے آپ کو قربان کرنے میں فخر اور خوشی محسوس کی اور ہر رنج و محن کو خندہ پیشانی سے خوش آمدید کہا۔ ان میں سے جس کو بھی جان نثاری اور فداکاری کا موقع ملا۔ اس پر اس نے شادمانی سے لبیک کہی اور آنے والی نسلوں کیلئے مثال قائم کر دی۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح الموعود علیہ السلام کے پسر موعود کا وہ زمانہ آ گیا۔ جس میں احمدیت کو خاص وسعت اور شوکت حاصل ہونا خدا تعالےٰ نے اسی وقت مقدر کر دیا تھا۔ جب کہ آپ پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ مگر اس کے لئے جماعت کا ان حالات میں سے گذرنا لازمی تھا۔ جن کا ذکر ولقد فتنا الذین من قبلھم میں موجود ہے۔ چونکہ اب یہ تربیت قادیان میں نہ ہو سکتی تھی۔ اسلئے قادیان سے ہجرت ضروری تھی۔ قادیان اگر پاکستان میں آ تا تو فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکذبین کا اعلیٰ معیار قائم نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ پاکستان میں ان انتہائی مشکلات اور مصائب کا سامنا ہوتا جو اب پیش آ رہی ہیں اور انتہائی قربانیاں کرنے کی دعوت دے رہی ہیں۔ وہ قربانیاں جن کے بغیر کوئی قوم بام رفعت پر نہیں پہنچ سکتی۔ اور خدا تعالےٰ کے حضور مقبول ہو کر منعم علیہ نہیں بن سکتی۔

پھر اگر قادیان ہندوستان میں تو آ جاتا۔ اگر جماعت کو وہاں سے ہجرت نہ کرنا پڑتی۔ بلکہ وہیں رہتی۔ تو اتنے بڑے بوجھ کے نیچے دب جاتی۔ کہ اس کا پنپنا تک محال ہو جاتا۔ ان حالات میں ضروری ہوا کہ مرکزی جماعت کو ایسے خطے میں بھیجدیا جائے جہاں وہ "داغ ہجرت" کے کرب و اضطراب میں تڑپ تڑپ کر انتہائی قربانی اور بے دریغ جان نثاری کا سبق پڑھتی رہے اور اپنے قول و فعل سے وقت آنے پر اسبات کو پایۂ ثبوت کو پہنچا دے کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی مصیبت بھی اسکے عزم و ثبات کو متزلزل نہیں کر سکتی۔ بلکہ ہر مصیبت اور ہر مشکل اس میں پہلے سے زیادہ جوش اور ولولہ پیدا کرنے کا باعث ہو رہی ہے۔

قادیان سے نکلنے کے بعد اس غرض وغایت کے حصول کے لئے سب سے پہلا قدم ایک مرکز کا قیام تھا۔ الحمد للہ۔ کہ جماعت کے محبوب قائد اور دینی رہنما نے الٰہی بشارتوں کے پیش نظر جو بذریعہ الہامات آپ کو دی گئیں۔ ایک مقام بطور تفاؤل تجویز فرما کر ابراہیمی دعاؤں کے ساتھ ۱۵ اپریل بعد جمعہ اس کا اعلان فرما دیا۔ اور متواتر تین دن تک دعاؤں اور ذکر الٰہی کے ساتھ جس میں ہزاروں مرد عورتیں اور بچے شریک ہوئے۔ اس مقام کو تقدس کا جامہ پہنا دیا۔ یہ ربوہ ہے۔ ہر وہ آنکھ جس نے اس موقعہ پر جماعت کی اخلاص مندی اور اطاعت شعاری کا نظارہ دیکھا ہر وہ کان جس نے قلب کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی۔ اور خشوع و خضوع سے پُر دعائیں سنیں یہ سمجھنے میں انتہائی مسرت اور خوشی محسوس کریگا کہ جس جماعت کو خدا نے ایسا اولوالعزم امام عطا کیا اور جس امام کو ایسی جان نثار جماعت دی اس کی کامیابی میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

ربوہ میں جماعت احمدیہ کا ۱۵-۱۶-۱۷ اپریل کا اجتماع اگرچہ جماعت کی از سر نو تنظیم کا پہلا اور ابتدائی قدم ہے۔ جو انتہا درجے کی بے سرو سامانی اور بے انتہا تکالیف میں اٹھایا گیا۔ لیکن ہر آنکھ نے دیکھا اور ہر قلب نے محسوس کیا کہ یہ چھوٹا سا فعل اپنے اندر بے پناہ طوفان رکھتا ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت روکنے کا یارہ نہیں رکھتی۔ جس میں ایسا جوش اور ولولہ ہے۔ کہ کوئی مشکل اور مصیبت اسے دبا نہیں سکتی۔ جس میں وہ عزم اور ارادہ مضمر ہے جو منزل مقصود تک پہنچے بغیر دم نہیں لے سکتا۔ اس اجتماع میں شریک ہونے والے ہر احمدی مرد عورت اور بچے کی ہر حرکت و سکون سے یہ آثار پھوٹ پھوٹ کر ہویدا ہو رہے تھے کہ جماعت احمدیہ کو مصلحت خداوندی نے جس ابتلا میں ڈالا ہے وہ اسلئے نہیں آیا کہ جماعت کو ختم کر دے۔ یا اشاعت اسلام کے متعلق اسکی جدوجہد میں سستی پیدا کر دے۔ بلکہ اسلئے آیا ہے کہ ہر مخلص احمدی میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے پہلے سے بھی زیادہ جوش بھر دے۔ انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس کا ہاتھ پہلے سے بھی زیادہ وسیع کر دے اور جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ضرورت کے وقت اپنی جان بھی پیش کر دے۔

غور فرمائیے جماعت احمدیہ کا ایک کثیر حصہ مشرقی پنجاب۔ اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں سے لٹ پٹ کر آیا اور غریب الوطنی کے نہایت المناک تھپیڑے کھا رہا ہے۔ کروڑہا روپے کی جائدادیں اور املاک سے محروم ہو کر نہایت تنگی کی زندگی بسر کر رہا ہے۔ نہایت تنگ و تاریک مکانوں میں وقت گذار رہا ہے اور انتہا یہ کہ بے رحم بے درد اور خدا کا خوف نہ رکھنے والے متعصب ملاؤں اور ان کے پیرو دُوں کے مظالم کا نشانہ بھی بن رہا ہے۔ لیکن جب اپنے پیارے امام کی یہ آواز ان کے کان میں پہنچتی ہے۔ کہ جماعتی تنظیم کی خاطر ایک مرکز تجویز کرنے اور اس کے مبارک ہونے کے لئے آستانۂ الوہیت پر گڑگڑانے کے لئے ربوہ پہنچ جاؤ۔ تو مرد عورتیں بچے ہزاروں کی تعداد میں پہنچ جاتے ہیں۔ نہ صرف مغربی پنجاب کے گوشے گوشے سے بلکہ مشرقی بنگال اور حیدرآباد دکن تک سے۔ پھر جوان اور تندرست ہی نہیں۔ بلکہ بوڑھے بیمار نحیف اور کمزور بھی۔ یہ جانتے ہوئے کہ لق و دق اور بے آب و گیاہ میدان میں جانا ہے۔ جہاں خاک۔ دھول سے اٹی ہوئی زمین بچھونا ہو گی اور گرد و غبار سے بھری ہوئی ہوا اوڑھنا۔ جہاں پینے کا پانی تک میسر نہ آئے گا۔ دوسری ضروریات زندگی کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ جہاں دن کی گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے کوئی جھاڑی تک سر چھپانے کو نہ ملے گی۔ مگر کسی کا ذہن اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے جوش میں ان امور کی طرف نہ گیا۔ تو اس نے ربوہ پہنچکر یہ سب کچھ دیکھ لیا۔ مگر اس خوشی اور مسرت سے برداشت کیا کہ گویا وہ جنت ارضی میں پہنچ گیا ہے۔ گرمی کی شدت چاروں طرف سے گرد و غبار کے اٹھتے ہوئے بادل پانی کی قلت درختوں کے سایہ کا فقدان کوئی معمولی سا ملال بھی تو پیدا نہ کر سکا بلکہ ایک خاص لطف حاصل ہوتا۔

غرض جماعت احمدیہ نے اپنے اخلاص اور دین سے جو محبت کا نظارہ ربوہ میں پیش کیا ہے نہایت ہی شاندار اور مستقبل کے متعلق بڑا ہی تابناک ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس مدعا اور مقصد کے پیش نظر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے یہ مبارک قدم اٹھایا ہے۔ اسکے حصول کے لئے جماعت احمدیہ بالکل آمادہ اور تیار ہے اور کوئی بڑی سے بڑی قربانی کرنے سے دریغ نہ کرے گی۔ انشاء اللہ

لجنہ اماء اللہ لاہور کے لئے اعلان

تمام وہ کارکنات مقیم لاہور جنہوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قیام گاہ مستورات یا جلسہ گاہ میں کام کیا ہے۔ وہ تیس اپریل بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے دہلی باغ میں جمع ہو جائیں نیز ان کو اپنے کام میں جو جو مشکلات پیش آئی ہیں۔ اور ان مشکلات کو دور کرنے کے لئے جو تجاویز وہ پیش کر سکتی ہیں۔ وہ ساتھ لکھ کر لائیں۔ براہ مہربانی وقت مقررہ پر پہنچ جائیں۔

خاکسار:- جنرل سکرٹری لجنہ اماء اللہ

حج پر جانے والے احباب

اگر کوئی احمدی دوست امسال حج بیت اللہ کے واسطے تشریف لے جانے والے ہوں تو خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ تاکید ہے

وکیل التبشیر۔ ربوہ۔ براستہ چنیوٹ ضلع جھنگ

لینٹرن لیکچر:- خاکسار نے اب پھر لینٹرن لیکچر دینے کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ کئی جماعتیں اس قسم کے لیکچر کروا چکی ہیں۔ اسلئے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو جماعت لینٹرن لیکچر کروانا چاہے۔ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کرے "جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات" کے مضمون پر اس لیکچر میں روشنی ڈالی جاتی ہے

(محمد شفیع اسلم۔ جلیانوالہ۔ ڈاکخانہ گوجرہ۔ ضلع لائلپور)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نمائندگان مجلس مشاورت سے ضروری ارشاد

اپنی آئندہ نسلوں کی فکر کرو اور انہیں تحریک جدید کے دفتر دوم میں شامل کرو

ہماری ہر نسل کی قربانی پہلی نسل سے بڑھ چڑھ کر ہونی چاہیئے

تحریک جدید کا دفتر اول پانچ سال کے بعد موجودہ سکیم کے مطابق ختم ہو جائے گا۔ اس سے قبل دفتر دوم کی آمد کم از کم پانچ لاکھ تک پہنچنا نہایت ضروری ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس دفعہ پھر مجلس مشاورت کے موقعہ پر نمائندگان سے اس دفتر کی مضبوطی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اُمید ہے نمائندہ احباب اپنی جماعتوں میں پہنچتے ہی جماعت کے ہر نوجوان کو تحریک جدید میں شامل کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور نوجوانان جماعت سے اُمید ہے وہ خود بخود آگے بڑھ کر اپنے واجب الاطاعت امام کے حضور زیادہ سے زیادہ قربانی پیش کریں گے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نوجوانوں کو اس بارے میں اپنے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"پانچ سال کے بعد دور اول ختم ہو جائیگا۔ اور اگر وہ ختم نہ بھی ہو اور پرانے لوگ بھی چندہ دیتے رہیں تو بھی یہ نوجوانوں کے لئے کوئی عزت کی بات نہیں۔ بلکہ یہ ذلت کی بات ہوگی کہ وہ اپنا فرض پوری طرح ادا نہیں کر سکے۔ یہ تو ایسا ہے کہ نوجوان گھر بیٹھا کھائے اور بوڑھا کمائے۔ نوجوان خود تو اس بوجھ کو نہ اُٹھائیں بلکہ اسّی۔ نوّے ۹۰ سالہ بوڑھوں سے کہیں کہ وہ اس بوجھ کو اُٹھائیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ نہ صرف اپنے وعدوں کو بڑھائیں بلکہ اپنے وعدوں کو اس پیمانے پر لے جائیں کہ وقت آنے پر تبلیغ کا سارا بوجھ ان کے چندوں سے پورا ہو سکے۔"

فرزندان احمدیت ——— آپ کے وعدے کا انتظار ہے

والسلام

(نائب وکیل المال تحریک جدید ربوہ معرفت پوسٹ ماسٹر چنیوٹ ضلع جھنگ)

گوآٹے مالا کی حکومت کی طرف سے برطانوی ہنڈورلاز پر ملکیت کا دعویٰ

برطانیہ نے صاف جواب دے دیا

لنڈن ۲۵ اپریل آج برطانیہ کے دفتر خارجہ نے اس نوٹ کا پورا متن شائع کر دیا۔ جو برطانوی ہنڈورلاز کے مسئلے پر گوآٹے مالا کی حکومت کے ایک نوٹ کے جواب میں لکھا گیا۔ گوآٹے مالا کی حکومت نے ملک معظم کی حکومت کے اس منصوبے پر اعتراض کیا تھا کہ کریبیا کے علاقے میں برطانوی مقبوضات کی ممکنہ فیڈریشن میں برطانوی ہنڈورس کو بھی شامل کیا جائے۔ نیز اس علاقے میں آبادکار لبسائے جائیں۔ گوآٹے مالا کی حکومت نے دعویٰ کیا تھا کہ برطانوی ہنڈورز گوآٹے مالا کی ملکیت ہے۔ حکومت برطانیہ نے اسے تسلیم نہیں کیا اور پیشکش کی ہے کہ اس مسئلے کو بین الاقوامی عدالت میں پیش کر کے بین الاقوامی قانون کے ماتحت کوئی فیصلہ لے لیا جائے۔ گوآٹے مالا کی حکومت نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا ہے۔

۹ مارچ کو بھی حکومت برطانیہ نے ایک نوٹ بھیجا تھا جس میں لکھا تھا کہ برطانیہ کو اس بات سے ہرگز نہیں روکا جا سکتا۔ کہ جس علاقے کو وہ قانونی طور پر اپنی ملکیت سمجھتا ہے۔ اس کی ترقی کے لئے وہ کچھ نہ کرے اور وہ بھی صرف اس بنا پر کہ گوآٹے مالا کی حکومت اسکی ملکیت کا دعوےٰ کرنے کے باوجود اسے اس پر تیار نہیں۔ کہ قانونی ذرائع سے اسے حاصل کرے اسلئے برطانیہ اپنی رائے کو تبدیل نہیں کر سکتا۔

(ز۔ ب۔ ا۔ س)

اعلان

میرا نام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محمد بشیر رکھا تھا۔ غلطی سے بشیر احمد مشہور ہو گیا۔ اس اعلان کے ذریعہ سے اپنا اصلی نام شائع کر رہا ہوں۔ احباب آئندہ مجھے محمد بشیر کے نام سے خط و کتابت کیا کریں۔

خاکسار: محمد بشیر ولد شیخ محمد شریف
نمک ڈیلر بدوملہی

اقوال و افکار

”قرآن کریم نے مسلمانوں کو ضبط و نظم کی تعلیم دی ہے اور انہیں اس کی پیروی کرنی چاہیئے“

(آنریبل سردار عبد الرب نشتر وزیر مواصلات)

پاکستان میں مختلف صوبوں کے مسلمانوں کے درمیان کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جا سکتا وہ سب آپس میں بھائی بھائی ہیں اور جو لوگ صوبائی تعصب پھیلاتے ہیں وہ اسلام کو سخت نقصان پہنچا رہے ہیں۔“

(آنریبل سردار عبد الرب نشتر وزیر مواصلات)

”پاکستان ہماری نئی حکومت ہے۔ اور اس کا آئین مرتب ہو رہا ہے۔ پاکستان کے سائنسدانوں کو وہ مواقع حاصل ہیں۔ جو پرانی حکومتوں کے سائنسدانوں کو حاصل نہیں تھے اور اگر ہم ان مواقع سے فائدہ نہ اٹھائیں تو آنے والی نسلیں ہمیں اچھے الفاظ سے یاد نہیں کریں گی۔ یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم کوشش کریں کہ ہماری حکومت کا دستور غیر سائنسی اصول پر وضع نہ کیا جائے ہمیں اسلامی شریعت کو اپنے علم کی روشنی میں سمجھنا چاہیئے۔“

(میاں افضل حسین)

”برطانوی ہند کے دو خود مختار مملکتوں میں تقسیم ہو جانے کا سبب صرف مذہبی یا فرقہ وارانہ تصادم ہی نہیں۔ بلکہ اس کا سبب یہ بھی ہے کہ ایک بڑی اور اہم اقلیت کی جمہوریت پرستانہ خواہش تھی کہ ایسے ان علاقوں میں جہاں ان کی زبردست اکثریت ہے۔ ثقافتی خود مختاری اور حکومت خود اختیاری کے حقوق حاصل ہو جائیں“

(ہز ایکسیلنسی مرزا ابو الحسن اصفہانی)
سفیر پاکستان متعینہ امریکہ)

”کسی رجمنٹ کا پرچم اس کی اعلیٰ ترین وفاداری کا ظاہری اور ممتاز نشان ہوتا ہے۔ اور وہ اس امر کو یاد دلاتا ہے کہ سپاہی سے کسی وقت بھی یہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے ملک کی خاطر اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال دے“

(جنرل سر ڈگلس گریسی کمانڈر انچیف
افواج پاکستان)

ہمارے آدمی ایک دریا نورد قوم ہونے کی حیثیت سے ایک مسلسل تاریخ رکھتے ہیں اور آج جبکہ پاکستان قائم ہو گیا ہے ہمیں اپنی سابقہ بحری عظمت کا احیاء کرنا چاہیئے۔

(کموڈور۔ ایچ۔ ایم۔ ایس۔ چودھری
چیف آف اسٹاف شاہی پاکستان بحریہ)

”۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو قائد اعظم مسٹر جناح کی وفات سے پاکستان کے باشندوں کو زبردست صدمہ پہنچا۔ اور یہ امر پاکستان کے تمام طبقوں کے اتحاد و نظم کا زندہ ثبوت ہے کہ ملک نے اس صدمہ کو حوصلہ اور جرأت سے برداشت کیا۔“

(سر چارلس اینز کے سی ایس آئی۔ سی۔ آئی۔ اے)

ان دنوں قیمتیں زیادہ ہیں اور یہی وہ وقت ہے کہ آپ سے جتنا ہو سکے بچائیں تاکہ جب چیزیں سستی ہوں تو آپ کے پاس ان کے خریدنے کے لئے روپیہ ہو۔ وقت آ گیا ہے۔ کہ آپ ان معمولی تعیشات کو ترک کر دیں۔ جن کے آپ عادی ہیں تاکہ آپ کا اور آپ کے بچوں کا مستقبل زیادہ پرسکون ہو جائے۔ وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنی بچیوں کو تعمیر قوم کے مختلف کاموں میں لگائیں جن کی تکمیل ابھی باقی ہے۔ تاکہ ہمارا محبوب پاکستان اقتصادی خوشحالی اور سائنسی ترقی کی طرف قدم بڑھا سکے“

(مسٹر حاتم علوی)

”پاکستان ویمنز نیشنل گارڈ کا بنیادی مقصد خواتین کو فوجی تربیت دینا ہے۔ تاکہ وہ ضرورت کے وقت اپنا اور اپنے ملک و قوم کا دفاع کر سکیں دوسرا اہم مقصد پاکستانی خواتین کی فرسٹ ایڈ اور نرسنگ کی تعلیم کی طرف توجہ دلاتا ہے

(انسر سعید حامد)

در عدالت جناب خان بہادر احمد خان صاحب نائب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم لودھراں ضلع ملتان

شاہ محمد ولد اللہ بخش قوم سپچھر سکنہ خان وہ
بنام
ملاوامل بہاری مل پسران سینگل مل قوم اروڑہ ڈھیلہ سکنہ خان وہ حال ہندوستان

دعویٰ تقسیم اراضی مثل نمبر چاہ حموں والہ کھاتہ نمبر ۱۷ برقبہ ۵ مرلہ ۲۸۲ کنال موضع خان وہ۔ تحصیل لودھراں۔ ضلع ملتان

اندریں مقدمہ مدعی نے درخواست تقسیم اراضی عدالت ہذا میں پیش کی ہے۔ چونکہ مدعا علیہم ہندوستان چلے گئے ہیں اور ان پر تعمیل سمن معمولی طریقہ سے ہونی مشکل ہے لہذا بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ مدعا علیہم مورخہ ۲۹/۵/۴۹ کو اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر جوابدہی درخواست مذکور کریں۔ بصورت عدم حاضری مدعا علیہم کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاوے گی

آج بتاریخ ۹/۴/۴۹ بثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

دولت مشترکہ کے مستقبل کے متعلق پنڈت نہرو کی تجاویز

کیا پاکستان ان تجاویز کی مخالفت کریگا؟

لنڈن ۲۴ اپریل۔ پیر کے روز دولت مشترکہ کی کانفرنس کا اجلاس دس ناتوں میں شروع ہوگا جو اس اطلاع سے پیدا ہوا ہے کہ ہندوستان کے آئندہ تعلق کے مسئلہ پر کافی کام ہو چکا ہے۔ آئندہ مذاکرات خواہ کچھ ہی شکل کیوں نہ اختیار کریں۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ جمعرات تک ایک نتیجہ برآمد ہو جائے گا۔ جو لوگ کانفرنس سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے رویہ کو محتاط مگر پر امید اور عام ماحول کو شاندار کے لفظ سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

اب اس بات کو پورے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تاج کے سوال پر کوئی نہ کوئی مفاہمت ضرور ہو جانی چاہیے۔ بلاشبہ پرانی مستعمرات کو یہ یقین ہو گیا ہے کہ اگر دولت مشترکہ اپنی نئی حیثیت کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہے تو اسے اپنی شکل میں اس طرح کی تبدیلی کرنی چاہیئے جو ان ملکوں کے نظریات کے مطابق ہو جو ان تاریخی اور جذباتی رشتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتے جن کی برطانوی باشندوں کیلئے بہت اہمیت ہے۔

اخبار "پی پی" کے بیان کے مطابق مسٹر نہرو نے دولت مشترکہ کے وزراء اعظم کی بحث و تمحیص کے لئے ایک جاذب توجہ فارمولا پیش کیا ہے۔ جس میں یہ تجویز کی گئی ہے کہ (۱) دولت مشترکہ میں دوسرے ممبروں کے ساتھ جمہوریتیں بھی شامل ہو سکیں (۲) جمہوریتیں بادشاہ کو دولت مشترکہ کے اول نمبر کے شہری کی حیثیت سے تسلیم کر لیں گی (۳) اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہندوستان بیرونی معاملات میں بادشاہ کے اختیار کو تسلیم کرے گا۔ لیکن اندرونی معاملات میں اس کی کوئی آواز نہ ہوگی (۴) دولت مشترکہ کے سلسلہ میں لفظ "برطانوی" اڑا دیا جائیگا۔ اور (۵) لفظ "مستعمرہ" کا استعمال بھی بند کر دیا جائیگا

آسٹریلیا۔ نیوزی لینڈ۔ پاکستان اور لنکا اس تجویز کی مخالفت کر رہے ہیں (اسٹار)

مسٹر لیاقت علی آج اہم ترین بیان دیں گے

لنڈن ۲۵ اپریل دولت مشترکہ کانفرنس کے اعلیٰ حلقوں میں یہ توقع کی جا رہی ہے کہ جمعہ کے روز مسٹر نہرو کے بیان کے بعد اپنے مشیروں کے مسلسل مشورہ سے وزیر اعظم مسٹر لیاقت علی خاں کل ڈاؤننگ اسٹریٹ میں وزراء اعظم کے دوبارہ جمع ہونے پر انتہائی اہم بیان دیں گے۔ ان کا بیان نئی گفتگوؤں کی بحث و تمحیص کے بعد تیار کیا گیا ہے۔ اپنے بیان کو تکمیل تک پہنچانے میں انہیں کافی عرصہ لگے گا

مسٹر لیاقت علی خاں کو یقین ہے کہ ان کے بیان کو پوری ہمدردی سے سنا جائے گا۔ کیونکہ وہ جو کچھ کہیں گے اس کا اکثر حصہ دوسرے وزراء اعظم کے اشتراک کا نتیجہ ہے۔

آج مسٹر لیاقت علی خاں اور ان کی بیگم کلیرج سنگ ڈیل گئے۔ جہاں انہوں نے سہ پہر شہزادی الزبتھ اور ایڈنبرگ کے ڈیوک کے ساتھ گذاری اور شاہی جوڑے کے ساتھ چائے پی۔ (اسٹار)

کارپوریشن کے کونسلروں کے عہدے کی میعاد میں توسیع

لاہور ۲۵ اپریل۔ ہز ایکسی لنسی گورنر مغربی پنجاب کے نافذ کردہ ترمیمی قانون کے پیش نظر لاہور کارپوریشن کے موجود کونسلروں کے عہدوں کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کی گئی ہے۔ دراصل عہدہ کی میعاد یکم مئی سنہ ۱۹۴۹ء کو ختم ہوتی تھی۔ اب اس کا اختتام یکم مئی سنہ ۱۹۵۰ء کی دوپہر کو ہوگا۔

یکم مئی سنہ ۱۹۵۰ء کو ان مہاجر کونسلروں کے عہدہ کی میعاد بھی ختم ہو جائے گی۔ جنہیں غیر مسلم کونسلروں کی خالی جگہوں پر مقرر کیا گیا تھا جو صوبہ سے ترک وطن کر کے چلے گئے تھے۔

۳ سے افسر رجسٹر کنندہ کے پاس اپنے دعاوی پیش کر دیں۔ ایسے مہاجرین اپنے دوسرے منشدہ والے ضلع کا نام درخواست میں دے سکتے ہیں۔ ایسی درخواستوں کی آخری تاریخ اب ۱۲ مئی مقرر کی گئی ہے۔

دنیا کا ساتواں بڑا شہر شنگھائی خطرہ میں

شنگھائی ۲۵ اپریل۔ چند دنوں کے اندر دنیا کا ساتواں بڑا شہر باقی چین سے الگ ہو جائے گا۔ قوم پرست فوجیں پورے طور پر پسپا ہو رہی ہیں اور دو لاکھ اور تین لاکھ کے درمیان قوم پرست فوجوں کو گھیرے میں لینے اور شنگھائی کا تعلق منقطع کرنے کے لئے لاکھوں کمیونسٹ یانگسی کے جنوب اور مشرق میں پیشقدمی کر رہے ہیں۔

کمیونسٹوں کی برق رفتار پیشقدمی کی وجہ سے شنگھائی انگشت بدنداں رہ گیا ہے۔ حکام نے فوجی کنٹرول کا نفاذ کر دیا ہے اور وہاں کے باشندوں سے اپیل کی ہے کہ وہ مجتمع ہو کر شہر کا دفاع کریں۔ مگر بعض قدیمی باشندوں کو شہر کے اندر جنگ ہونے کی توقع نہیں ہے جو سرکاری افسر بذریعہ ہوائی جہاز نانکنگ سے جمعہ کو یہاں پہنچے۔ وہ دو دن میں جنوب کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔

شنگھائی کے حکام کا پرائیویٹ طور پر بیان ہے کہ وہ شہر کی ایک ہفتہ تک مدافعت کرنے کی ضمانت دے سکتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ شہر میں چالیس ہزار کمیونسٹ پانچویں کالم کی حیثیت سے موجود ہیں۔ بینکوں اور سرکاری دفاتر نے اپنا اثاثہ منتقل کرنا شروع کر دیا ہے۔

کمیونسٹ ریڈیو نے دعویٰ کیا ہے کہ چار لاکھ کمیونسٹ فوجیں دریائے یانگسی کو پار کر چکی ہیں اور مزید ۱۰ لاکھ فوج پار اتارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ (اسٹار)

ناظر کی شکایت

بعض دوستوں کو شکایت ہے کہ انہیں کئی دن اخبار نہیں ملا۔ ایسی شکایت ارسال فرمانے سے قبل سلسلہ وار نمبر کا ملاحظہ ضروری ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسی وجہ سے ان دنوں اخبار شائع ہی نہ ہوا ہو اس لئے اس کا حل وہ سلسلہ وار نمبر ہے جو ماربجوں والی سطر کے آخر میں درج ہوتا ہے۔ مثلاً ۲۴ اپریل ۱۹۴۹ء کو شائع ہونے والے پرچہ کا نمبر ۹۳ (جلد ۳) ہے

احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ جب وہ اطمینان فرمالیں کہ انہیں کوئی (مثلاً جلد ۳ کا ۹۳) نہیں ملا۔ تو اس کے معین حوالہ سے مطلع فرمائیں

مینیجر

شنگھائی میں برطانوی اور امریکی باشندوں کے لئے حفاظتی اسکیم

شنگھائی ۲۵ اپریل۔ نانکنگ سے بہت کم غیر ملکی باہر نکل سکے ہیں۔ محفوظ مقامات پر غیر ملکی باشندوں کا اجتماع نہیں ہے۔ اور اکثر برطانوی باشندے اپنے اپنے گھروں ہی میں مقیم ہیں۔ جنرل اسمو جانگ کائی شیک کل شنگھائی پہنچے اور یہیں مقیم ہیں۔

دریائے یانگسی کے کنارے کمیونسٹوں کے مقابلہ میں چین کی فوجی مقاومت کل صبح بالکل ناکام ہو گئی اور ہفتہ کی صبح سے قوم پرست فوجیں شہر سے گذر کر شنگھائی سے ۱۰۰ میل دور ہانگچو کی جانب جا رہی ہیں۔ کل شنگھائی کے مالی بازار بالکل بند پڑے تھے اور نقد رقم مشکل سے دستیاب ہو رہی تھی۔ یہاں کے برطانوی باشندوں نے ہنگامی حالت پیدا ہو جانے کی صورت میں پہلے سے متعین شدہ مقامات پر جمع ہو جانے کی ایک اسکیم تیار کر لی ہے۔ جہاں سے انہیں ۳ میل دور بڑے بڑے مال خانوں میں اس وقت تک رہنے کے لئے بذریعہ جہاز پہنچا دیا جائے گا۔ جب تک کہ صورت حال بہتر نہ ہو جائے۔ اور اگر صورت حال بدتر ہو گئی تو انہیں سمندری راستہ سے نکال دیا جائے گا امریکی باشندوں نے بھی اسی قسم کی ایک اسکیم تیار کی ہے۔ (اسٹار)

متروکہ اراضیات پر ناجائز قبضہ کرنے والوں کو ضرور بے دخل کیا جائے گا

الاٹمنٹ کے لئے درخواستوں کی آخری تاریخ ۱۲ مئی ہے

لاہور ۲۵ اپریل۔ یہ حکومت کی قطعی پالیسی ہے کہ ان تمام مقامی اشخاص کو جنہوں نے متروکہ اراضیات پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے بے دخل کر کے ان کی بجائے ان مستحق مہاجرین کو جو ابھی تک دیہات میں آباد نہیں ہو سکے۔ ایسی اراضی الاٹ کی جائیں۔ حکومت مغربی پنجاب نے یہ حتمی وعدہ مہاجرین کے دلوں میں بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے کیا ہے۔ جو اراضی پر عارضی مستقل آبادکاری کے سلسلہ میں پیدا ہو گئی ہیں۔ مستقل سکیم کے تحت ان مہاجرین کو جنہیں سکیم کی ہدایات کے مطابق اراضی الاٹ ہو چکی ہے اس ضلع کے رجسٹر کرنے والے افسروں کے پاس جہاں ایسی اراضی واقعہ ہو اپنے دعاوی پیش کرنے چاہئیں۔ جن مہاجرین کو ابھی تک کوئی اراضی الاٹ نہیں ہوئی۔ انہیں چاہیئے کہ اپنے سکونتی ضلع کے

میلہ کے انعقاد پر پابندی

لاہور ۲۵ اپریل۔ میلہ امام بری جو نور پور شاہاں ضلع راولپنڈی میں ۲۴ اپریل سے ۵ مئی تک منایا جاتا تھا۔ اس پر صحت عامہ کی وجوہات کے پیش نظر مقامی حکام نے پابندی لگا دی ہے۔

اس بات کا اغلب اندیشہ ہے کہ میلہ کے انعقاد سے وبائی امراض پھیل جائیں گے۔ لہذا زائرین سے التماس ہے کہ میلہ میں شریک ہونے کیلئے سفر کی بلاوجہ تکلیف گوارا نہ فرمائیں۔

لاہور ۲۵ اپریل۔ ۱۷ جنوری ۱۹۴۸ء سے اب تک مشرقی پنجاب سے جسقدر مغویہ مستورات اور بچے دار الخواتین جیل روڈ لاہور میں آئے ہیں ان کی کل تعداد ۲۰۴۰۳ ہے جن میں ۸۰۶ ۹ کو ان کے رشتہ داروں کے حوالہ کیا گیا ہے اور باقی ۲۱۲ مستورات اور بچے ابھی تک دار الخواتین میں موجود ہیں۔

پتہ مطلوب ہے

حسب ذیل کشمیری مہاجرین نے اپنی قیامت اپنے رشتہ داروں کو مطلع نہیں کیا۔ اس لئے انہیں سخت تشویش ہے یہ احباب جہاں کہیں ہوں پبلسٹی آفیسر آزاد کشمیر گورنمنٹ باز ار سید مٹھا لاہور کو اپنے پتہ اور دیگر کوائف سے مطلع کریں۔

۱۔ شیخ غلام نبی زندہ دل۔

۲۔ پیر غلام محمد شاہ۔

۳۔ سراج الدین۔

۴۔ پیر غلام شاہ۔

یہ سب احباب بیج بہاڑہ (کشمیر) کے رہنے والے ہیں

پبلسٹی آفیسر آزاد کشمیر گورنمنٹ لاہور